147

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ تین پیسے

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

قادیان

قیمت سالانہ پیشگی سے ۔ ششماہی للعہ ۔ سہ ماہی عا

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ | مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ | نمبر ۳۵

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کل (۲۰ ستمبر) صبح سیر کو تشریف لے گئے۔ آج (۲۱ ستمبر) دن کے ایک بجے تک باوجود خفیف سے بخار کے کام کرتے رہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کو آج سخت دل کا دورہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آنمکرم کو جلد صحت کامل عطا فرمائے۔

مولوی حکیم غلام محمد صاحب امرتسری شاگرد خاص حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جو عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ نور ہسپتال قادیان میں داخل ہو گئے۔ جہاں وہ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے زیر علاج ہونگے۔ حکیم صاحب موصوف فن طب میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور اپنی تندرستی کے ایام میں جماعت احمدیہ کو بالخصوص اور دیگر اشخاص کو بالعموم طبی فوائد پہنچاتے رہے ہیں۔ احباب جماعت انکی شفا کے لیے دعا فرمائیں۔

۲۰ ستمبر نور ہسپتال کے آؤٹ ڈور مریضوں کی تعداد ۱۴۲ تھی۔

[illegible]

اخبار احمدیہ

مالپور میں تبلیغ

۷ ستمبر ۱۹۲۵ء ماسٹر عبد الرحمن (مہر سنگھ) صاحب بی اے اور ماسٹر مامون خان صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ ماسٹر مامون خان صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض بیان کی اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے گورو نانک صاحب کے مسلمان ثابت کرنے پر لیکچر دیا۔ سکھ اصحاب کثرت سے آئے تھے جو اعتراض کرتے رہے۔ اور ماسٹر صاحب نہایت متانت سے جواب دیتے رہے۔ رات کو پھر لیکچر ہوئے۔ غیر احمدیوں نے بڑی مخالفت کی سیٹیاں اور تالیاں بجاتے رہے اور سکھوں کو اکساتے رہے۔ لیکن خدا کے فضل سے تبلیغ بڑی کافی ہوئی۔ دوسرے دن ۸ ستمبر کو صبح مذہبی سکھوں کو ماسٹر صاحبان نے ان کے مکان پر جا کر تبلیغ کی۔

رشید احمد۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ
مالپور ضلع ہوشیارپور

نواں شہر میں تبلیغی لیکچر

۱۲ ستمبر کو ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی اے (مہر سنگھ) کا لیکچر چوک کمیٹی نواں شہر میں عالمگیر مذہب اسلام اور گورو نانک جی کے مذہب پر ہوا۔ اور گرنتھ صاحب پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے بعد مہاشہ محمد عمر صاحب نے ویدک دھرم کو ناقابل عمل قرار دیکر اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا ثابت کیا۔ ہر دو لیکچروں کے بعد سوال و جواب دیر تک ہوتے رہے۔

آریوں اور احمدیوں میں مباحثہ

۱۳ ستمبر کو آریہ سماجیوں سے ازروئے وید و قرآن شریف صفات الٰہیہ پر مباحثہ ہوا۔ صفات الٰہیہ کو قرآن شریف سے مع دعوے و دلائل ماسٹر صاحب نے بیان کیا۔ اور پنڈت صاحب کے دعاوی از وید کی مہاشہ محمد عمر صاحب نے وید منتروں سے زبردست تردید کی۔ ہندو بھی ہمارے لیکچروں کی تعریف کرتے تھے۔

احمدی مستورات بریلی کا اخلاص

اخبار الفضل میں جب تبلیغی وفود کا اعلان ہوا۔ تو بغیر کسی ظاہری تحریک کے احمدی مستورات بریلی نے جلسہ کے

علان کے اخراجات اپنے ذمہ سمجھتے۔ چنانچہ بڑے بڑے اشتہارات اور ہینڈبل کی اشاعت نیز منادی کرانا۔ پھر جلسہ گاہ میں متعلقہ فرنیچر کا فرش اور دریوں سے آرائش وغیرہ تمام اخراجات مستورات کی نگرانی میں دیئے۔ اس امر کی محرک حاجی غلام جبار صاحب احمدی ٹھیکیدار جنرل سیکرٹری کی اہلیہ صاحبہ ہوئیں۔ جنہوں نے باوجود پیرانہ سالی مہمانوں کے کھانے کا انتظام اپنے خرچ پر خود کیا۔

خاکسار غلام احمد مولوی فاضل بدوملہوی

ایک سنسکرت دان کی ضرورت

مسلمان نوجوانوں کو سنسکرت کی تعلیم دلانے کے لئے مسلمان سنسکرت دان عالم کی ضرورت ہے۔ معلم کی ہر طرح قدر دانی کی جائیگی۔ اور تعلیم کا معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ اگر وہ قادیان تشریف لا سکیں تو بہتر ہوگا۔ ورنہ ہم طالب علموں کو جہاں کہیں ہندوستان میں انتظام ہو سکے بھیج دینگے مسلمان عالم کی شرط اس لئے رکھی گئی ہے۔ کہ ہندو صاحبان عام طور پر مسلمانوں کو سنسکرت پڑھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اگر کوئی ہندو انسٹیٹیوشن پڑھانے کے لئے تیار ہو۔ تو ہمیں اپنے طالب علموں کو وہاں بھیجنے میں بھی کوئی عذر نہ ہوگا۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

ضروریات نور ہاسپٹل

اس مد میں بعض احباب نے توجہ فرمائی ہے۔ چنانچہ اخبار الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں ان کی مدد کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب مکرمی بابو عبدالحمید صاحب فناشل سیکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کے ذریعہ مکرمی منشی کریم بخش صاحب ملازم انڈین سٹورز کا عطیہ مبلغ عہ برائے چادر لٹھ وصول ہوا ہے۔ جس کے بدلہ میں میں ہر دو صاحبان کو جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتا ہوں۔ جس طرح انہوں نے نور ہاسپٹل کی مدد فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی مدد فرما دے۔

خاکسار حشمت اللہ

احمدیہ ہوسٹل لاہور کا پتہ

چونکہ بعض طلباء نے بذریعہ خطوط دریافت کیا ہے۔ کہ احمدیہ ہوسٹل لاہور کے لئے کس جگہ کوٹھی لی گئی ہے۔ اس لئے بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہوسٹل کے لئے ایمپرس روڈ پر بنگلہ نمبر ۵ کرایہ پر لیا گیا ہے۔ ریلوے سٹیشن کے قریب ہی ریڈیو کے سٹور کے پاس واقع ہے۔

مرزا شریف احمد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

تبلیغی سیکرٹریوں کی رپورٹیں

یکم ستمبر سے ۲۰ ستمبر تک مندرجہ ذیل جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان نے ہمیں ماہ اگست کی تبلیغی رپورٹیں ارسال کی ہیں۔ چونکہ محرر کے رخصت ہونے کی وجہ سے کام جمع ہو رہا ہے۔ اور اس وقت بھی کام کی کثرت ہے۔ اس لئے بجائے فرداً فرداً ہر ایک صاحب کو رسید دینے کے اس اعلان کے ذریعے احباب کی خدمت میں رسید دے کر ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اجمیر۔ ایبٹ آباد۔ اکاڑہ۔ اوڈحہ۔ الکھنور۔ برہمن بڑیہ۔ بسرور۔ تہال۔ ترگڑی۔ چک ۱۰۵ جنوبی۔ چک ۹۸ شمالی۔ چک ۹۹۔ چھنگا بنگیال۔ چکوال۔ دہلی۔ راولپنڈی۔ ڈیرہ سیالکوٹ۔ سیدوالہ۔ سنگرور۔ سامانہ۔ سعداللہ پور۔ سرگودہ۔ شملہ۔ شاہ آباد۔ ہر دوئی۔ شاہدرہ۔ کھاریاں۔ کالٹھ گڑھ۔ کوہاٹ۔ گجرات۔ گوگیرہ۔ گوبیکے۔ گوجرہ۔ ملتان۔ مصوری۔ مسکرا۔ مردان۔ منشگری۔ نوشہرہ۔

باقی جماعتیں اپنی اپنی رپورٹیں جلد بھجوائیں۔ تا کہ ان کے نام بھی آخر ستمبر تک شائع کر دیئے جاویں۔ بالخصوص ہندوستان اور پنجاب کے شہروں کی جماعتیں بہت جلد توجہ فرماویں۔

ناظر دعوت و تبلیغ

جماعت احمدیہ جموں کا جلسہ

انجمن احمدیہ جموں کا سالانہ جلسہ ۱۲ و ۱۳ ستمبر ۱۹۲۵ء منعقد ہوا۔ اجلاس اوّل میں بابو محمد امین صاحب کلرک دفتر ریلوے نے خصوصیاتِ اسلام پر ایک مضمون پڑھا۔ اجلاس دوم میں حافظ جمال احمد صاحب نے مسئلہ حیات و ممات مسیح ناصری پر تقریر کی۔ اور قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کی۔ اہلحدیثوں نے ہمارے جلسہ میں حیات مسیح پر تقریر کرنے کی درخواست کی۔ جسے ہم نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ مگر وہ نہ آئے۔

دوسرے دن ماسٹر نواب الدین بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ نے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر لیکچر دیا۔ نیز پیشگوئیوں کی غرض اور حقیقت بتائی۔ بعدہ بابو محمد امین صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر لیکچر دیا۔ اور شام کو حافظ جمال احمد صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ قرآنی آیات سے ثابت کی۔ چونکہ مسئلہ وفات مسیح نے شہر میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے اس اثر کو مٹانے کے لئے اہلحدیثوں نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو بلایا۔ جنہوں نے حیات مسیح کے اثبات میں تقریر کی۔ جس کے جواب میں حافظ جمال احمد صاحب نے قرآن سے تردید کی۔ جس کا سامعین پر عمدہ اثر ہوا۔ غرض خدا کے فضل و کرم سے ہمارا جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا۔

اس موقعہ پر ہم جناب سردار یار محمد خان صاحب پنشنر وائس پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ اور جناب شیخ کریم اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پنشنر جنرل سیکرٹری انجمن اسلامیہ جموں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ضروریات جلسہ گاہ مہیا کرنے کے علاوہ کرسی صدارت کو بھی شرف بخشا۔ اسی طرح الیوسی ایشن ینگ مسلم کے بھی ہم ممنون ہیں۔ جنہوں نے والنٹیئر مہیا کئے۔

نیاز مند دستری) فیض احمد سیکرٹری انجمن احمدیہ جموں۔

اصلاح

صیغہ بیت المال کی نوماہی رپورٹ میں جو رقم جماعت ٹانک کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ وہ دراصل ترگی کی جماعت کی ہے۔ جس کے سیکرٹری منشی غلام حسین ہیں۔

ناظر بیت المال

صوبہ پنجاب کے اعلیٰ زمیندارہ حلقہ کے احمدیوں کو ضروری مشورہ

خان بہادر سر میاں فضل حسین صاحب تین ماہ کے لئے ایگزیکٹو کونسل آف انڈیا کے ممبر بنائے گئے ہیں۔ ان کی جگہ عارضی طور پر پنجاب کونسل کی ممبری کے لئے سر میجر نواب ملک خدا بخش خان صاحب بہادر ٹوانہ کے سی۔ ایس۔ وی۔ او۔ بی۔ ای خواجہ آباد ضلع شاہ پور امیدوار ہیں۔ نواب صاحب موصوف ایک لائق اور قابل آدمی ہیں۔ اور ہر طرح اس حلقہ کی نمائندگی کے اہل ہیں۔ لہذا میں اس حلقہ کے جملہ احمدی رائے دہندگان کو بڑے زور سے مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ نواب صاحب موصوف کے حق میں ووٹ دیں۔ اور دوسرے زیر اثر لوگوں سے بھی ووٹ دلانے کی کوشش فرما دیں

مرزا شریف احمد ناظر امور عامہ۔ قادیان

پتوں کی ضرورت

نظارت دعوۃ و تبلیغ میں مندرجہ ذیل طبقوں کے احمدی احباب کے اسماء اور خط و کتابت کے لئے مفصل پتوں کی ضرورت ہے۔ پس جو احباب ان میں سے کسی میں کام کر رہے ہیں۔ (اندرون ہند یا بیرون ہند) وہ براہ نوازش جلد سے جلد اپنے اسماء گرامی اور مفصل پتوں سے اطلاع دیکر مشکور فرماویں۔

وکلاء۔ بیرسٹرز۔ مجسٹریٹ۔ انسپکٹرز آف سکولز۔ انگلش ٹیچرز۔ پروفیسر آف کالج۔ ڈاکٹرز۔ انگریزی دفاتر کے کلرکس۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ ۱/۸/۹

درخواست دعا

(۱) کئی دن سے بخار میں مبتلا ہوں۔ دعا کے لئے عاجزانہ التماس ہے۔ خاکسار خادم حسین ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ کیمبل پور۔

(۲) منشی سلطان عالم صاحب گوڈیالہ کی لڑکی سخت بیمار ہے۔ اسکی صحت کیلئے دعا فرمائی جاوے۔ خاکسار محمد الدین مدرس تہال۔

(۳) میرا لڑکا عبدالخالق ایک سخت بیماری میں مبتلا ہے۔ تمام دوست درد دل سے دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ اس کو صحت کلی عطا فرما دے۔

احمد دین از لاہور

(۴) میری لڑکی زینب بی بی بعارضہ بیماری چیچک ایک ماہ سے بیمار ہے۔ احباب احمدیہ سے دعا کا ملتجی ہوں۔

الراقم نیاز مند نور محمد ٹھیکیدار۔ بہاول کینال اسرانی سٹیٹ بہاولپور

دعائے مغفرت

سید نذیر حسین صاحب سیکرٹری تبلیغ و تعلیم انجمن احمدیہ کٹھیالیاں کا بڑا لڑکا سید نثار احمد ۳۰ اگست کو ایک لمبی بیماری کے بعد جاں بحق ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حلیم۔ بردبار۔ تعلیم کا دلدادہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا عاشق زار۔ ماں باپ کا فرمانبردار تھا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ چوہدری شریف احمد از کٹھیالیاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۴ ستمبر ۱۹۲۵ء

نجدیوں کی حمایت میں
مقاماتِ مقدسہ کی توہین

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو نجدیوں کی گولہ باری سے نقصان پہنچنے کو مسلمانان ہند کا ایک فریق سابق شریف مکہ اور اس کے خاندان سے ناراضگی کے باعث نہ صرف معمولی بات قرار دے رہا ہے۔ بلکہ ضروری اور نہایت احسن فعل بتا رہا ہے۔ اور نہایت دل آزار طریق سے قبوں کے خلاف جن میں بلاشبہ مزار رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم بھی شامل ہے۔ خامہ فرسائی کر رہا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ دراصل روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے انہدام کا جواز ثابت کرنے کے لئے ان کی ساری تگ و دو ہے تو درست ہوگا۔ کیونکہ اسی کو گزند پہنچنے پر جب ہندوستان میں تہلکہ مچا۔ اور نجدیوں کے خلاف اظہار رنج و ملال کیا گیا۔ تو نجدیوں کے حامیوں نے قبوں کے خلاف دلائل دینا شروع کئے۔

دلائل شرعیہ کی بنا پر کسی مسئلہ کے متعلق گفت و شنید کوئی بری بات نہیں۔ لیکن کسی امر کے متعلق ایسے رنگ میں اظہار خیالات کرنا جس سے نہ صرف مخالف فریق کی دل آزاری ہو۔ بلکہ اظہار خیالات کرنے والوں کے لئے بھی باعث شرم ہو۔ نہایت ہی افسوسناک اور لائق ملامت ہے۔ مگر حامیان نجد اس حد تک ہٹ دھرمی اور عداوت میں ترقی کر گئے ہیں۔ کہ انہیں اس بات کی قطعاً پروا نہیں رہی۔ اور وہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ذات اقدس کی توہین اور بے ادبی ہو رہی ہے۔

چند دن ہوئے۔ سید سلیمان صاحب ندوی کا ایک مضمون "مزارات اور موالد" کے متعلق اخبار زمیندار (۱۳ اگست) میں شائع ہوا۔ جس میں مولد نبی صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا گیا:۔

"حجرہ کا ایک مقام متعین کر دیا گیا ہے۔ وہاں ایک سنگ مرمر کی کشتی رکھی گئی ہے۔ اور اس میں تھوڑی سی گہرائی کر دی گئی ہے کہ یہ مقام ہے جہاں حضور انور صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے شکم مادر سے گر کر اس سطح خاک کو مشرف فرمایا۔"

اس طرز کلام کے خلاف جب لاہور کے ایک جلسہ عام میں اظہار ناراضگی کیا گیا۔ تو زمیندار (یکم ستمبر) نے لکھا:۔

"گر کر" کے الفاظ سہو کاتب کا نتیجہ ہیں۔ حضرت راقم نے "جلوہ گر ہو کر" لکھا تھا۔"

اگرچہ یہ عذر گناہ اس لئے قابل قبول نہیں کہ کتابت کی غلطیوں کے متعلق اسی پرچہ میں زمیندار لکھتا ہے:۔

"ہم اس کے قائل نہیں۔ کہ کوئی کاتب پاؤنڈ کے لفظ کو من بھی پڑھ سکتا ہے۔ گو خط شکستہ کی بوالعجبیاں کتنی ہی پیچیدہ ہو جائیں۔"

اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ:۔

"ہم اس کے قائل نہیں کہ کوئی کاتب "جلوہ گر ہو کر" کے الفاظ کو "گر کر" بھی پڑھ سکتا ہے۔ گو خط شکستہ کی بوالعجبیاں کتنی ہی پیچیدہ ہو جائیں۔"

لیکن جس پرچہ میں ان افسوسناک الفاظ کو کاتب کے سر تھوپا گیا۔ اسی کے صفحہ اول پر جب یہی مضمون دوبارہ شائع کیا گیا تو پھر اس میں "گر کر" کے الفاظ لکھے گئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بیچارے کاتب کے ذمہ خواہ مخواہ یہ ہتک آمیز الفاظ لگا دئے گئے۔ حضرت راقم اور خود زمیندار نے جان بوجھ کر یہ الفاظ لکھے۔ اور شائع کئے۔

اسی طرح ایک گذشتہ مضمون میں ہم بتا چکے ہیں۔ کہ یہ لوگ روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اہمیت کو نظر انداز کر کے اس کے گرانے اور اس کی توہین کو معمولی بات قرار دینے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ مزار رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم اینٹ پتھر اور گارا کے سوا کیا ہے۔ اور جب کعبہ کئی بار گرا۔ تو روضہ کے گر جانے میں کیا حرج ہے۔ لیکن اب اس سے بھی آگے قدم بڑھایا گیا ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب طائف اور مکہ میں قبوں کے گرانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس میں شک نہیں۔ کہ واقعہ قبیح ہوا ہے۔ اس لئے لازمی ہے۔ کہ اس کے متعلق آراء مختلف ہوں جن لوگوں کے خیال میں ایسے قبے متبرک قابل داشتنی چیزیں ہیں۔ وہ تو اسپر رنج ہی بلکہ اس سے زیادہ خفا ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ جتنا سلطان غزنوی کے مخالفین (سومنات کے پجاری) رکھتے تھے۔ اور رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ ان قبوں کو خلاف شرع اسلام جانتے ہیں۔ وہ اس کا وہی جواب دیتے ہیں۔ اور دیتے رہینگے جو سلطان غزنوی کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اور جو بالفاظ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ ہے۔ "سلطان نے جواب دیا۔ کہ میں بت فروش کہلانا نہیں چاہتا۔ بلکہ بت شکن کہلانا پسند کرتا ہوں" قطع نظر اختلاف رائے کے اصولاً یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔ کہ اگر سلطان غزنوی کا فعل شرعاً جائز تھا۔ تو سلطان نجد یا ان کی افواج کا یہ فعل بھی جائز ہے۔ اور اگر غزنوی فعل ناجائز تھا تو یہ بھی ناجائز ہے۔"

یہاں تک تو قبوں کے گرانے کو سلطان محمود غزنوی کے سومنات کا مندر گرانے اور وہاں کے بت توڑنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس سے بھی ان کا جی ٹھنڈا نہیں ہوا اس لئے آگے لکھتے ہیں:۔

"سچی بات یہ ہے۔ کہ سلطان غزنوی رضی اللہ عنہ کے فعل میں ایک قسم ناجواز کا شبہ باقی ہے لیکن سلطان نجدی کے فعل عدم جواز کا ذرہ بھی شبہ نہیں۔"

(اہل حدیث ۱۸ ستمبر)

ان سطور کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سردار اہل حدیث کے نزدیک ہر ایک قبہ خواہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مزار کا ہی کیوں نہ ہو سومنات کے بت کی طرح ہے۔ اور جو لوگ رسول اکرم کے روضہ کو نقصان پہنچانے کے خلاف اظہار رنج و ملال کر رہے ہیں۔ وہ سومنات کے بت کے پجاری ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک "قبروں پر قبے بنانے دین اسلام میں نہ صرف منع ہیں۔ بلکہ اسلام کے لئے ایک گھن ہیں۔" (اہلحدیث ۱۱ ستمبر)

پھر اس سے بھی بڑھکر یہ کہ سومنات کے بت توڑنے کے ناجواز کا تو شبہ باقی رہتا ہے۔ لیکن نجدیوں نے قبوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے۔ اس کے عدم جواز کا ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ جن لوگوں کے یہ خیالات ہوں۔ وہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کریں۔ تو ان کے جھوٹے ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ آج وہ زمانہ ہے۔ جبکہ دنیا کی ہر قوم اپنے مشاہیر کی یادگاریں نہایت احتیاط کے ساتھ قائم کر رہی ہے۔ لیکن وہ بدبخت قوم ہے کہ روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو جس کی غرض آپ کے جسم اطہر کی حفاظت ہے۔ اور دوسرے مقامات مقدسہ کو اکھیڑ کر سطح زمین کے برابر کر دینا سومنات کے بتوں کو توڑنے سے بھی بڑا کارنامہ سمجھ رہی ہے۔

دراصل یہ نتیجہ ہے۔ ملانوں کی اس خشک موحدیت کا۔ جس نے ان کے دل و دماغ اور عقل و سمجھ کو ماؤف کر رکھا ہے۔

آج تک ان کے دست تطاول احکام دین کے خلاف دراز ہو رہے تھے۔ شریعت کے ہر امر و نہی کو انہوں نے اپنی خواہشات اور اپنے خیالات کے مطابق شکل دے لی تھی۔ گویا جس بات کو ان کا جی چاہا۔ وہ خواہ کیسی ہی ممنوع اور ناجائز کیوں نہ ہو۔ ان کے لئے حلال تھی۔ اور جو بات ان کے منشا کے خلاف ہوئی۔ وہ خواہ کیسی ہی ضروری اور اہم کیوں نہ ہو۔ اسے انہوں نے پس پشت ڈال دینے میں ذرا دریغ نہ کیا تھا۔ یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ کہ آج وہ بانئ شریعت اسلام کے مزار مقدس کی توہین اور دیگر مقامات مقدسہ کی ہتک کے لئے اس جرأت اور دلیری کے ساتھ کھڑے ہو کر بازی بازی با ریش بابا ہم بازی کے مصداق بن گئے ہیں۔ کیونکہ اب ان کا جی چاہتا ہے۔ کہ نجدیوں کی حمایت کریں۔ اس میں خواہ کسی کی ہتک ہو۔ اس کی انہیں پروا نہیں۔

کاش! مسلمان اس سے سبق حاصل کریں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ علماء کی زندگی اور ان کے تمام افعال کی غرض محض نفسانی خواہشات کی پابندی ہے۔ خدا اور اس کے دین رسول اور اس کی توقیر سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ بھی اپنی ذاتی اغراض کے ہاتھوں مجبور ہو کر رہے ہیں۔ اگر ان کے قلوب میں ذرا بھی خدا اور اس کے رسول کی محبت ہوتی۔ تو آج جبکہ دشمنان اسلام اسلام پر نہایت سختی سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ وہ اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی مخالفت کے درپے نہ ہو جاتے۔ جو اسلام کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوا۔ مقامات مقدسہ کی توہین کے متعلق ان کے رویہ نے انہیں بالکل بے نقاب کر دیا۔ اور ان کی اندرونی حالت ظاہر ہو چکی ہے۔ اس وقت ان کے مدنظر نجدیوں کی حمایت ہے۔ اس کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے بھی انہیں دریغ نہیں ہے۔ افسوس ایسے مسلمانوں پر اور تف ان کی مسلمانی پر

انبیاء کرام اور عالمگیر مقبولیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف عام مسلمان نہیں بلکہ ان کے علماء اور مولوی صاحبان یہ اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر آپ کو فی الواقعہ خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا تھا تو کیا وجہ ہے۔ ساری دنیا نے آپ کو مان نہیں لیا۔ اور چند لاکھ انسانوں کے سوا باقی سب لوگ گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اس کے جواب میں بارہا کہا گیا ہے۔ کہ یہ اعتراض اگر درست سمجھ لیا جائے۔ تو پہلے تمام انبیاء کی صداقت سے انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا۔ جسے تمام انسانوں نے قبول کر لیا ہو۔ حتیٰ کہ فخر ولد آدم سرور دو عالم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آپ کی زندگی میں ساری دنیا تو الگ رہی۔ تمام اہل عرب نے بھی قبول نہ کیا تھا۔ لیکن مخالفین اس عام فہم بات کو نظر انداز کرتے ہوئے مذکورہ بالا اعتراض سے باز نہیں آتے۔

ایسے اصحاب کو ہم سلسلہ کے کمینہ دشمن "زمیندار" کے الفاظ میں جواب دیتے ہیں۔ جو اپنے یکم ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"بنی نوع انسان کے اعاظم ترین افراد یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت ہائے حق و صداقت بھی عالمگیر محبوبیت و مقبولیت کا مقام بلند حاصل نہ کر سکیں۔ حالانکہ وہ خالصتہً معصوم انسانوں کی زبانوں سے نکلی ہوئی تھیں۔ یقینی طور پر سرتاپا حق تھیں۔ اور ان کی حقانیت پر کائنات کا ہر ذرہ شہادت دے رہا تھا"

پس جبکہ مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ انبیاء کرام کی دعوت حق و صداقت عالمگیر محبوبیت اور مقبولیت حاصل نہیں کر سکی۔ حالانکہ ان کی حقانیت پر کائنات کا ہر ذرہ شہادت دے رہا تھا۔ تو کیوں یہی اصل حضرت مسیح موعود کے متعلق نہ قرار دیا جائے۔

بات یہ ہے۔ ہمارے مخالفین جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے علیحدہ ہو کر گذشتہ انبیاء کے متعلق غور کرتے ہیں۔ تو انہیں ان کی صداقت کے ثبوت میں وہی اصول درست قرار دینے پڑتے ہیں۔ جو ہم حضرت مسیح موعود کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔

خواجہ شاہی اسلام

خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے روزنامچہ میں جہاں غیر محرم عورتوں سے تیل ملوانے اور ان سے تخلیہ میں باتیں کرنے کا ذکر مزے لے لے کر کیا کرتے ہیں۔ وہاں آمدنی میں اضافہ کے لئے اپنی تبلیغی کارگزاریاں بھی پیش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۱۳ اگست کے روزنامچہ میں ایک "کامیاب ہندو تاجر" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"(اس نے) کہا۔ مسلمان کر لیجئے۔ اور میں مرید بھی ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔ سنو لالہ۔ مذہب کا معاملہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جب تم خدا کو ایک مانتے ہو۔ اور رسول کو برحق سمجھتے ہو۔ اور خدا کی عبادت بھی کرتے ہو۔ تو مسلمان ہو۔ کھلم کھلا مسلمان ہونے اور اپنے آپ کو برادری اور گھربار کی مشکلات میں ڈالنے سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ اسلام آسان ہے۔ الدین یسر آیا ہے اس واسطے میں تم کو مسلمان کرنا تمہارے موجودہ حالات کے لئے مناسب نہیں سمجھتا۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو نماز میں بہت دشواری پیش آتی ہے۔ ہر وقت بال بچوں میں گرا رہتا ہوں۔ اگر وہ لوگ نماز پڑھتا دیکھیں گے۔ تو ہلچل پڑ جائے گی۔ میں نے کہا۔ کعبہ کے رخ متوجہ ہو کر بیٹھ جایا کرو۔ اور پانچوں وقت تصور کیا کرو۔ کہ اب تم کھڑے ہوئے۔ اب تم نے خدا کے سامنے رکوع کیا۔ اور اب سجدہ کیا۔ اور اب التحیات پڑھی۔ انہوں نے کہا۔ یہ تو آپ نے ایسی آسان بات بتا دی ہے۔ کہ اب مجھ سے کبھی نماز قضا نہ ہوگی"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے نزدیک برادری اور گھربار کی مشکلات کے مقابلہ میں۔ اسلام قبول کرنا بالکل ہیچ ہے۔ کیونکہ اس سے کچھ حاصل نہیں اور اسی لئے انہوں نے لالہ صاحب سے اگر ان کا کوئی وجود ہے۔ یہ کہہ دیا۔ کہ میں تمہیں مسلمان بنانا مناسب نہیں سمجھتا۔

پھر یہی نہیں۔ بلکہ خواجہ صاحب نے لالہ جی کی خاطر ایک نئی قسم کی نماز خود ایجاد کر کے پیش کر دی۔ کیا ان کے پاس اس امر کا کوئی ثبوت ہے۔ کہ بانئ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اس قسم کی نماز کا ارشاد فرمایا۔ اور کسی غیر مسلم سے یہ کہا۔ کہ "کھلم کھلا مسلمان ہونے اور اپنے آپ کو برادری اور گھربار کی مشکلات میں ڈالنے سے کچھ حاصل نہیں" اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو کیا خواجہ صاحب نے یہ نئی شریعت نہیں گھڑ لی۔

یہ ہے مسلمانوں کے سرکردہ اور سب سے بڑے مبلغ کی حالت۔ اسی سے باقی لوگوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو مبلغ اسلام کی بجائے دشمن اسلام کہنا زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے قول و فعل سے اسلام کی تخریب کے درپے ہیں۔ نہ کہ اسکی اشاعت اور تبلیغ کر رہے ہیں۔

دراصل جبکہ مسلمان خود اصل اور حقیقی اسلام سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ دوسروں کو کس طرح حقیقی اسلام کی تلقین کر سکیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ پہلے وہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مصلح حضرت مسیح موعود کو قبول کر کے خود سچے مسلمان بنیں۔ اور پھر تبلیغ اسلام کے لئے کھڑے ہوں۔ ورنہ اسی طرح ان کی ہر کوشش نقصان کا باعث ہوگی۔

مکتوبات امام علیہ السلام

(مرسلہ مولوی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے افسر ڈاک)

بلا ترجمہ تلاوت قرآن کریم

علی گڑھ سے ایک معزز صاحب نے حسب ذیل عریضہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا۔

خط

حضرتنا قبلہ دام اقبالہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک صاحب نے یہ لکھا ہے۔ کہ قرآن پاک بلا ترجمہ پڑھنا بے کار ہے۔ کوئی ثواب نہیں۔ بلکہ کفر ہے۔ مجھے یہ خیال ہے اور اب تک میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ تلاوت قرآن شریف بلا ترجمہ پڑھنا بھی ثواب میں داخل ہے۔

براہ کرم مجھے اپنی صحیح رائے سے مطلع فرمائیے۔ تاکہ میں صحیح راستہ اختیار کر دں۔ اگر میرا عقیدہ صحیح ہے۔ جس کی دلیل میرے پاس نہیں۔ تو براہ مہربانی قرآن اور حدیث کے حوالہ سے میرا اطمینان فرمائیے۔

اس کا جواب حضور نے حسب ذیل لکھوایا۔

جواب

جس شخص نے آپ سے یہ کہا ہے۔ کہ بلا ترجمہ قرآن پڑھنا بے فائدہ بلکہ کفر ہے۔ انہوں نے نہایت تعدی اور ناواقفیت سے کام لیا ہے۔ اور بے سوچے ایسا دعویٰ کیا ہے جس کے بہت خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ قرآن کریم اسی لئے آیا ہے۔ کہ لوگ پڑھیں اور سمجھیں لیکن اگر کوئی شخص پورے طور پر ترجمہ نہیں جانتا تو اس کے لئے ہرگز یہ حکم نہیں ہے۔ کہ وہ قرآن شریف نہ پڑھے اور نہ ناپسند ہے کہ وہ پڑھے۔ بلکہ یقیناً یقیناً ایسے شخص کے لئے بھی قرآن کریم کا بلا ترجمہ پڑھنا ثواب ہے۔ یہ کہنا کہ بلا ترجمہ پڑھنا کفر ہے۔ اگر اس مسئلہ کو وسیع کیا جائے گا۔ تو اس کے یہ معنے بنیں گے۔ کہ جو آیت قرآن کریم کی کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کا پڑھنا بھی اس کے لئے کفر ہے۔ کیونکہ ترجمہ کی غرض سمجھنا ہے۔ اگر لفظی ترجمہ جاننے کے باوجود کوئی شخص کسی آیت کا ترجمہ نہیں سمجھتا۔ تو اس شخص کی بھی وہی حالت ہے۔ جو کہ بلا ترجمہ پڑھنے والے کی۔ اور قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں جو متشابہات میں شامل ہیں۔ جو روحانیت کے اعلیٰ مراتب سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور چونکہ اسلام اور ایمان کے عام مسائل سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے وہ انہیں پر کھلتی ہیں۔ جو کہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا۔ کہ دوسرے لوگ جو بظاہر ترجمہ جانتے ہیں۔ ان آیتوں کے پڑھنے سے کافر ہو جائیں گے اور بہترین استعمال قرآن کریم کا یہی رہ جائے گا۔ کہ اسے غلاف میں بند کر کے طاقچہ میں رکھدیا جائے۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ اس کے پڑھنے سے ہم کافر ہو جائیں۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ ہر شخص جو ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ اس پر واجب ہے۔ کہ پڑھے۔ لیکن جس شخص کے لئے سامان میسر نہیں آتا۔ یا اس کی دماغی حالت ایسی نہیں جو ترجمہ پڑھ سکے۔ اور یاد رکھ سکے۔ یا اس کی صحت ایسی نہیں کہ وہ اس مقصد کے حصول میں کوشش کر سکے۔ تو ایسا آدمی اگر بغیر ترجمہ کے قرآن کریم پڑھے۔ تو یقیناً اسے ثواب ہوگا۔ اور یقیناً اسے فائدہ بھی ہوگا۔ فائدہ کی صورت ظاہر ہے۔ اول جو شخص روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرے گا۔ اس یقین اور وثوق کے ساتھ کہ یہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ اس کی محبت خدا تعالےٰ سے اور دین سے بڑھتی چلی جائیگی۔ اور اس کے اعمال میں اصلاح ہوتی چلی جائے گی۔ دوئم الفاظ محض ایک ظاہری وسیلہ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے مفہوم ظاہر کیا جاتا ہے۔ ورنہ قلوب میں ایسا مادہ بھی موجود ہے۔ کہ بغیر بیرونی الفاظ کی تحریک کے وہ بعض معانی کو اخذ کر لیتے ہیں۔ جانوروں کو کونسی بولی آتی ہے مگر بیسیوں باتیں وہ بغیر زبان کے سمجھ لیتے ہیں۔ پس جو شخص قرآن کریم بلا ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ ایسا شخص جب محبت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔ تو وہ روحانی لہریں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگوں کے قلوب میں اصلاح پیدا کرنے کے لئے چلائی جاتی ہیں۔ ان سے وہ ضرور حصہ پائے گا۔ اور ایسی روشنی اس کے دماغ میں پیدا ہوگی۔ جو اسے روحانی رستہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہونے اور سیدھے رستہ پر چلنے میں ممد ہوگی۔ سوئم خدا تعالےٰ کا کلام خود اپنے اندر برکت رکھتا ہے۔ جس طرح کہ ان چیزوں میں برکات ہوتی ہیں۔ جن سے بابرکت وجودوں کا تعلق ہوتا ہے۔ ہم خانہ کعبہ حج کے لئے جاتے ہیں۔ تو کیا وہ ہم سے باتیں کرتا ہے۔ کیا عرفات اور یا مزدلفہ یا منیٰ یا خانہ کعبہ میں جانے سے یا زیارت مدینہ سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ترجمہ سمجھے بغیر قرآن کریم کے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ دلیل اس بات کی۔ کہ اس تلاوت سے بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ عام قاعدہ ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہر شخص کو اسکی نیت اور طاقت کے مطابق کام کرنے پر ثواب ملیگا۔ پس انحصار سب نیت اور کوشش پر ہے۔ جو شخص کسی نیک نیتی کے ساتھ نہیں بلکہ عادۃً یا رسماً بلکہ ریاءً پڑھتا ہے۔ اسکے واسطے کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ گناہ ہے۔ مگر اسمیں ناظرہ پڑھنے کی خصوصیت نہیں۔ اگر کوئی ایسی حالت میں ترجمہ کے ساتھ بھی پڑھتا ہے۔ تو وہ بھی گنہگار ہے۔ یا اس طرح اگر کسی شخص کے پاس باترجمہ پڑھنے کے سامان اور مقدرت ہے۔ لیکن وہ کوشش نہیں کرتا۔ تو ایسا شخص بھی زیر الزام ہے۔ لیکن اگر نیت درست ہو سامان مفقود ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ایسا شخص

ترکوں کی حالت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ" میں ترکوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ وہ شریعت کے احکام کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور اسلام کی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ چنانچہ زمانہ حاضرہ نے اس قول کی تصدیق کر دی ہے۔ گیارہ یا بارہ جولائی کے اخبار مقطم میں ان کے دو قانون شائع ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قرآن مجید میں جو صریح حکم بیٹوں اور بیٹیوں کے وارث ہونے کے متعلق للذکر مثل حظ الانثیین کا ہے۔ اسے انہوں نے بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور بیٹے اور بیٹی کے حقوق کو مساوی قرار دیا ہے۔ دوسرے کوئی شخص اپنے اختیار سے چار شادیاں نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایک ہی کر سکتا ہے۔ کیا یہ دونوں باتیں شریعت اسلامی کے صریح خلاف نہیں ہیں۔ کہاں ہیں ہندوستان کے وہ مسلمان جو ان پر اپنے اموال و جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیا یہ لوگ باوجود مسلمان کہلانے کے اسلام کے مٹانے کے لئے انتہائی کوشش نہیں کر رہے۔ اور اپنے عمل سے ثابت نہیں کر رہے۔ کہ اسلام کی تعلیم اب قابل عمل نہیں رہی۔ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر سوچو اور فکر کرو۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی اس وقت بھی ضرورت نہیں تھی۔ ضرورت تھی اور زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا "مصلح باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند" پس وہ آنے والا مسیح آگیا۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کردگار

(خادم۔ جلال الدین از دمشق)

چندہ وصول کرنے کا نیا ڈھنگ

کہتے ہیں بعض آدمی منہ میں طلائی چمچہ لئے ہوئے ہوتے ہیں ہمارے کرم آبادی مولانا ظفر علی بھی ایسے ہی خوش قسمت حضرات میں سے ہیں۔ آپکا اٹھنا بیٹھنا چلنا۔ پھرنا اور سونا بھی لوگوں سے چندہ لینے کا موجب ثابت ہوتا ہے۔ جب سے آپ نے مدینہ جانیکے لئے پروانہ راہداری کی منظوری حاصل کی ہے خوش اعتقاد چیلوں نے چندوں کی بارش شروع کر دی ہے۔ چنانچہ روزانہ زمیندار مظہر ہے۔ اسوقت تک ۱۳۰ ہزار روپیہ مدراس میں چندہ جمع ہو چکا ہے۔ خدا مولانا صاحب کو یہ چندہ بازی مبارک کرے ؎

(ملاپ ۱۶ ستمبر)

مطالبات داتوی کا جواب داتوی صاحب کی اپنی تحریر سے

ضد و تعصب کے کیڑے نے غیر مبائع معترضوں کے دماغ ایسے کھوکھلے کر دیئے ہیں۔ کہ انہیں کچھ یاد ہی نہیں۔ ان کے قول و اقرار اور تحریروں کے انبار موجود۔ مگر ایسے دلیر ہیں۔ کہ کرتے ہوئے ذرہ نہیں شرماتے۔ پیغام صلح مطبوعہ ۱۳ ستمبر ۲۵ء میں مولوی محمد یٰسین صاحب داتوی کے سات مطالبات چھپے ہیں۔ جن کے متعلق میں صرف اسی قدر لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ اس تکلیف فرمائی سے پہلے اگر مولانا صاحب اپنے حافظہ کی ورق گردانی کر لیتے۔ تو ان کے اپنے ہی مضمون سے جو زیر عنوان "ایک افیونی اور کفر کی منڈی کے ٹھیکیدار ملاں کا بیہودہ اعتراض" الحکم مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے۔ سارے مطالبات پورے ہو سکتے تھے۔ اور مولانا پر روشن ہو جاتا کہ تبدیلی عقیدہ کس نے کی۔ چند فقرات جن میں مولوی صاحب نے افیونی اور کفر کی منڈی کے ٹھیکیدار ملاں کے اس بیہودہ اعتراض کا جواب دیا ہے۔۔۔

"کہ مرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں دعویٰ نبوت اور رسالت کا کیا ہے۔ اور یہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ کفر ہے" درج ذیل کر کے مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ نے یہ مضمون بقائمی ہوش و حواس لکھا ہے۔ تو خشیت اللہ دل میں رکھ کر اپنے پہلے مضمون کو پڑھ کر بتائیں۔ کیا سابقہ عقائد بدل کر آج بیہودہ اعتراضات کرتے ہوئے آپ خود ہی افیونی اور کفر کی منڈی کے ٹھیکیدار ملاں تو نہیں بن بیٹھے۔ آپ کے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

آپ لوگ بسبب بخل و عناد و نفاق فی قلوبہم مرض کے مصداق بن گئے ہیں۔ اس لئے یہ شعر بھی آپ پر صادق آ گیا ہے

تلخ و شیریں بمذاق دل رنجور یکیست
بے بصیرت چہ شناسد سخن کامل را

آیت اور حدیث میں نبوت و رسالت تشریعی کا ختم مراد ہے۔ نہ کہ غیر تشریعی کا ورنہ حدیث رؤیا المومن جزء من ستۃ و اربعین جزء من النبوۃ (مشکوٰۃ کتاب الرؤیا) اور آیت یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی و ینذرونکم لقاء یومکم ھذا سے ثابت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قیامت کو تمام الٰہی لوگوں کو جو اس نے ہدایت خلق اللہ کے واسطے دنیا میں بھیجے تھے سب کو رسول کے لفظ سے پکار دیگا۔ جس میں کل مامورین اللہ شامل ہیں۔ آیت اور حدیث سے نبوۃ و رسالت غیر تشریعی امت محمدیہ کے لئے ثابت ہے۔ باقی رہے مرزا صاحب کے مضامین۔ وہ تو بالکل قرآن اور حدیث کی تفسیر ہے۔ مگر چونکہ آپ اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے میں علماء دین کی تالیف سے چند اقوال پیش کرتا ہوں۔ ذرا غور سے مطالعہ کیجئے (اس جگہ مولوی صاحب مکتوبات ربانی جلد اول صفحہ ۲۶۶ و ۲۵۵ مقدمہ تفسیر حضرت ثنائی صفحہ ۱۰۳ اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ کے زبردست عربی فارسی حوالجات پیش کر کے لکھتے ہیں) کہ اب ہم تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بول رہا ہے۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہی خاتم الانبیاء ہم غریبوں کی دستگیری کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے لباس میں تشریف لائے ہیں۔"

کیا داتوی صاحب اور ان کے رفقاء کو اب بھی جرأت ہے۔ کہ اپنے موجودہ باطل دعاوی اور عقائد کو قرآن و حدیث رؤیا المومن جزء من الستۃ و اربعین جزء من النبوۃ مشکوٰۃ کتاب الرؤیا وغیرہ سے سچا ثابت کر دکھائیں اگر نہیں تو بے فائدہ شیخیاں بگھارنے کا کیا فائدہ؟

(خاکسار محمد صدیق کلرک کیمل کور چھاؤنی لاہور)

ترقی پنجاب کی تدابیر جامہ عمل میں

(مراسلہ)

یہ دیکھنا بے حد موجب اطمینان ہے۔ کہ ترقی پنجاب کی وہ تدابیر جن کے جامہ عمل میں آنے کا ایک عرصہ سے انتظار ہو رہا ہے۔ جلد عمل پذیر ہونے والی ہیں۔ ہمارے صوبہ کا سب آبادی کا حصہ ان لوگوں پر مشتمل ہے۔ جن کی معاش کا انحصار زراعت پر ہے۔ اس لئے ہر وہ تدبیر جو مزارعین کی بہبودی اور زراعت کے فروغ کے لئے کی جائے ترقی پنجاب کی تدبیر کہی جا سکتی ہے۔ نہروں کے اجراء سے قبل ہمارے صوبہ میں زراعت کو ایک قسم کا قمار تصور کیا جاتا تھا۔ کیونکہ فصل کی پیداوار کا سارا دارومدار آب باراں پر ہوتا تھا۔ جس کی مقدار کبھی کافی اور کبھی ناکافی ہوتی تھی لیکن نہروں کے اجراء کے بعد سے صوبہ کے اکثر حصوں میں یہ خرابی دور ہو گئی۔ اور کاشتکاروں کو آب باراں کی کچھ زیادہ محتاجی نہیں رہی۔ نہروں کے اجراء سے صوبہ کی دولت میں جو بیش قرار اضافہ ہوا ہے۔ اس کی تفصیل سرکاری رپورٹوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ مگر گورنمنٹ کا خیال ہے۔ کہ پنجاب جیسے زراعتی صوبہ کے لئے موجودہ نہروں کی تعداد قطعاً ناکافی ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس کے رقبہ کثیر کو سیراب کرنے کی غرض سے مزید نہروں کا اجراء کیا جائے۔ اس خیال کو لے کر اس نے وادی ستلج کی سکیم اور اس کے ساتھ ہی چند دیگر منفعت بخش سکیمیں تیار کرائیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عمل پذیر ہو جانے کی صورت میں صوبہ پنجاب کی زراعتی ترقی میں زمین و آسمان کا فرق ہو جائے گا۔ وادی ستلج کی سکیم کافی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اور ہمیں علم ہے۔ کہ اہل زراعت کے وسیع حلقہ میں اس کے عمل پذیر ہونے کا بڑی دلچسپی کے ساتھ انتظار کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ یہ سکیم اور اس کے ساتھ ہی چند اور منفعت بخش سکیمیں جلد جامہ عمل میں آنے والی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں گورنمنٹ نے ایک کروڑ روپیہ کی رقم بطور قرض فراہم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

یہ قرضہ پنجاب بانڈس کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس سے ایک کروڑ روپیہ کی جو رقم فراہم ہو گی۔ وہ مذکورہ بالا سکیموں کو عمل پذیر کرنے کے سلسلہ میں خرچ کی جائے گی۔ جو لوگ اس قرضہ کے تمسکات خریدیں گے۔ ان کو ۵½ فی صدی کی شرح سے سود دیا جائے گا۔ قرضہ کی رقم کی ادائیگی بارہ سال بعد یعنی ۱۹۳۷ء میں ہو گی۔ مگر گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جو لوگ وادی ستلج کی نہر پر اراضی خریدیں گے۔ ان سے اس قرضہ کے تمسک قیمت کے طور پر لے لئے جائیں گے۔ گویا خریداران تمسک کو یہ حق حاصل ہو گا۔ کہ وہ نیلام اراضی کے وقت کامیاب ہونے کی صورت میں اپنی رقم کو اراضی کی صورت میں منتقل کر سکتے ہیں۔ مذکورہ بالا قرضہ کے تمسکات کسی سرکاری خزانہ یا پنجاب میں امپیریل بنک کی کسی شاخ سے مل سکتے ہیں۔ جن کے حصول کے لئے مجوزہ فارم پر کر کے پیش کرنا ضروری ہے۔ سود کا شمار اسی تاریخ سے ہونے لگے گا۔ جس تاریخ سے قرضہ کی رقم دی جائے گی۔ اور اس کی ادائیگی کسی سرکاری خزانہ سے ہر چھ ماہ کے بعد ہوا کرے گی۔ قرضہ کے تمسکات کی خریداری کی میعاد ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک رکھی گئی ہے۔ لیکن گورنمنٹ نے اپنے لئے یہ حق محفوظ رکھا ہے۔ کہ وہ مطلوبہ رقم پوری ہو جانے پر بغیر اعلان کئے قرضہ کے تمسکات کا اجرا بند کر دے۔

چونکہ یہ قرضہ ایک ایسے کام کے لئے لیا جا رہا ہے۔ جو پنجاب کی مالی بہبود میں بڑی حد تک ممد و معاون ہو گا۔ اور شرح سود کی عمدگی کے ساتھ ہی روپیہ کو اراضی کی شکل میں منتقل کرا لینے کا بھی امکان ہے۔ اس لئے یہ توقع کرنا بے جا نہیں۔ کہ مطلوبہ رقم میعاد مقررہ سے بہت پہلے پوری ہو جاوے گی۔